خواجہ غلام فرید کا شعورِ نبوّت و رِسالت اور اُس کے تقاضے

(سرائیکی ''دیوانِ فرید'' کی روشنی میں ایک استنباطی مطالعہ)

خورشید احمد سعیدی ☆

Abstract

Khawaja Ghulam Farid is one of the well-known Sufi poets of Pakistan. His Diwan-e-Fareed in Saraiki language is one of the favourite books of the people and one of the course books for MA and MS students in a number of universities. In this Diwan, he has touched many topics related to the personality of the Holy Prophet(ﷺ). This paper searches for the answer of these questions: Which aspects of the being of Holy Prophet, his qualities, characteristics, and his status and position have been addressed in the Saraiki Diwan-e-Fareed and How? What lessons can a reader of the Diwan learn to play his positive role in improving the level of peace and mutual harmony in the society? The analytical, critical and deductive methods used for research have helped to bring out a lot of interesting and practicable conclusions for the said purpose.

Key Words: Khawaja Ghulam Farid, Sufi, Pakistan, Saraiki, Diwan-e-Fareed, Research, Practicable

کوئی بھی مسلمان اُس وقت تک کامل مسلم نہیں ہوسکتا جب تک وہ رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت، آپ ﷺ کی مخلصانہ فرمانبرداری اور مکمل اِطاعت نہ کرے۔ آپ ﷺ سے ایسی محبت، آپ ﷺ کی

☆فیکلٹی آف اِسلامک اِسٹڈیز (اصول الدین)، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

پُر اخلاص فرمانبرداری اور پیروی آپ ﷺ کی ذات، صفات، خصائل، خصائص، مقامف و مرتبہ وغیرہ کی دُرست پہچان اور آپ کی تعلیمات سے مکمل آگاہی کے بغیر ناقص رہتی ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ کی نبوت کا دُرست شعور اور رِسالت کی کامل معرفت سے سچی فرمانبرداری اور حقیقی اِطاعت وجود میں آتی ہیں۔ ایک مُسلم مُؤمن کے لیے نبی کریم ﷺ کی صحیح پیروی اور مخلصانہ اِطاعت کا آغاز اگرچہ قرآن مجید اور اَحادیث مبارکہ کے مطالعے اور فہم شریعتِ محمدی سے ہوجاتا ہے تاہم اس مطالعے کی وُسعت، علم کی صحت اور آگاہی کی گہرائی اور گیرائی کے ساتھ ساتھ فہم شریعت محمدیہ کی مختلف جہات کی حقیقی سمجھ اس وقت ممکن ہوتی ہے جب رسول اللہ ﷺ سے بے لوث اخلاص، قربِ نبوی کا حصول، عشقِ نبی میں روز اَفزوں ترقی اور فنا فی الرسول کے مقام تک رسائی ہوجائے۔ یہی وجہ ہے کہ جو مسلمان حُبِّ نبی اور اِطاعتِ رسول میں ترقی کے لیے مطلوب شعورِ نبوت و رِسالت کے مراحل طے کرتے جاتے ہیں اُن کی زندگی کے اَطوار سنورتے جاتے ہیں؛ مخلوق خُدا کے ساتھ اُن کا رویّہ خیر خواہانہ اور مربّیانہ ہوجاتا ہے؛ اور اُخروی زندگی کی تیاری کے مُعاملات کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں وہ قابلِ تقلید نمونہ بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگ تصوّف کی اِصطلاح کے وسیع تناظر میں صوفیہ کہلاتے ہیں۔

آج جب ہم اپنے مسلمان معاشرے کو دیکھتے ہیں تو اس کے اندر اَنواع و اَقسام کی اِعتقادی کمزوریاں، اَخلاقی خرابیاں اور عملی فسادات نظر آتے ہے۔ اِن سب کے بہت سے اَسباب اور وُجوہات ہیں جِن کے سدّ ذرائع کی خاطر مسلمانوں کو اپنے شعورِ نبوت و رِسالت میں بہتری لانے اور ترقی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ قومی اور عالمی سطح پر اِصلاح معاشرہ اور باہمی خیر خواہی کے اَہداف حاصل ہوسکیں۔ یہ ضرورت جس طرح متبعِ قرآن وسُنت صوفیہ کے شعورِ نبوت و رِسالت کی فہم اور پیروی سے پوری ہوسکتی ہے کسی اور واسطے سے نہیں ہوسکتی کیونکہ اُن کے اَعمال واَفعال قرآن وسنت کی تعلیمات سے مدلّل؛ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے طرزِ زندگی سے موافق؛ اور صُلحاءِ اُمّت کے طریقوں سے مزیّن ہوتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ معاشرے کی تعمیر وترقی، اَمن وسلامتی، تحمّل ورَواداری اور اُخوت و بھائی چارے کی فضا برقرار رکھنے میں جو مثبت کردار صوفیہ کرام نے اَدا کیا ہے اُس کی مثال اُمتِ مُسلمہ کے کسی اور گروہ میں کہیں نہیں ملتی۔

کوٹ مِٹھن کے خواجہ غلام فرید (۱۲۶۱-۱۳۱۹ھ/ ۱۸۴۵-۱۹۰۱ء) رحمۃ اللہ علیہ بھی اُنہی نفوس قدسیہ میں شمار کیے جاتے ہیں جنہوں نے حُبِّ نبی اور عشق رَسول ﷺ اور فنا فی الرسول میں حیران کُن مگر قابل ستائش ترقی کی؛ اِطاعتِ رَسُول مَقبول ﷺ میں لائق اِتباع نمونہ بنے؛ مخلوقِ خدا کے ساتھ لازوال حُسنِ اَخلاق کا مظاہرہ کیا؛ اور لوگوں کو بارگاہِ نبوی سے مُنسلِک اور مَربوط کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ

نہ صِرف ایک متبحر عالم دین تھے بلکہ سلسلہ چشتیہ کے ایک کامل روحانی مُرشد اور شیخ طریقت بھی تھے۔ آپ نے نہ صرف اپنی زندگی میں اپنے معاملات کے ذریعے مخلوق خُدا پر مثبت اثرات چھوڑے بلکہ بعد از وفات عشق رسول سے معمور آپ کی شاعری بھی اُمتِ محمدیہ کے لاکھوں افراد کو متاثر کر رہی ہے۔ معروف محقق پروفیسر عطا محمد المعروف دِلشاد کلانچوی (۱۳۳۳۔۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۱۵۔۱۹۹۷ء) نے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے عشقِ رسول ﷺ کی مختلف جہات کے بارے میں یوں اظہارِ خیال کیا ہے:

> ''خواجہ فرید علیہ الرحمۃ کوں عشق رسول دے بارے وچ اَساں تُساں کنوں وی ہِک وَدھایا عشق ہا۔ اُنھاں کوں تاں رَسول کریم ﷺ نال بے پناہ عشق ہا۔ اُنھاں رسول کریم ﷺ دی ذات والا صفات کوں آپڑاں مرکز تے محور بنڑایا ہویا ہا۔ تے اُنھاں اُتوں صدقے گھولے تھیندے ہَن۔ چھڑے صدقے گھولے اِی نہ تھیندے ہَن اُنھاں دا عشق تاں فنا فی الرسول والے درجے تئیں پجیا ہویا ہا، بلکہ اُوں کنوں وی اَگوں تے وَدھ کرائیں ذاتِ مطلق وِچ فنا تھی چکے ہَن۔ اصل گالھ تاں ایہ ہے جو خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ دے رستے وِچ عشقِ رسول دا چحّا بلیا ہویا ہا۔ انھاں دیاں کافیاں وِچ رسول اللہ ﷺ دی بے پناہ محبت تے عقیدت دے باغ مہکدے نظر دِن۔ تے اُنھاں دے سمندروں ڈونگھے دِل دریا، وِچوں عشق رسول دے سچے جذبیاں دے موتی مِلدن، این سمجھو جو اُنھاں آپڑیں آپ کوں وِی رسول اللہ ﷺ دے رنگ وِچ رنگیا ہویا ہا، چنگی طرح! اَتے آپڑیں کلام تے بیان کوں وی! بلکہ کافیاں وِچ تاں چوکھا رنگ چڑھیا ہوئے۔''

معاصر معاشرتی و سماجی زندگی کے مسائل، خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے کردار اور اُن کے مقام و مرتبہ کی طرف واضح اشارہ کرنے والے دلشاد کلانچوی کے اس بیان کے پسِ منظر سے حضرت خواجہ صاحب کے شعورِ نبوت و رسالت کے مطالعہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ اُن کے سرائیکی ''دیوان فرید'' میں شامل اُن کافیوں کے تجزیہ و تحلیل اور استنباط نتائج تک محدود ہے جو اُن کے اپنے وطن میں قیام کے دوران کہی گئی تھیں۔ یعنی اس مطالعے میں وہ سرائیکی کافیاں شامل نہیں ہیں جو خواجہ صاحب کے سفر حج و عمرہ کے دوران تخلیق ہوئیں کیونکہ اُن کا مزاج اتنا مختلف ہے کہ وہ ایک الگ موضوع کے تحت بحث کی متقاضی ہیں۔ وقت اور جگہ کی کمی کی وجہ سے ''خواجہ فرید کا اُردو دِیوان'' بھی اس مطالعہ میں شامل نہیں ہے۔

زیر نظر مقالہ کے موضوع سے متعلق سابقہ کام پر نظر ڈالیں تو محسوس ہوتا ہے کہ اس پر براہِ راست کوئی کام نہیں ہوا۔ اس سے متعلق جن حضرات کا کام بالواسطہ یا غیر مباشر ہے اُن میں دو نام نمایاں ہیں یعنی خواجہ طاہر محمود کوریجہ اور محمد سعید احمد شیخ۔ خواجہ طاہر محمود کوریجہ نے اپنی کتاب ''خواجہ فرید اور ان کا خاندان'' میں 'عشق رسول'، 'احترام شریعت'، اور 'شان رسول' کے تحت چند صفحات پر محدود معلومات پیش کی ہیں۔ جبکہ محمد سعید احمد شیخ نے اپنی کتاب ''جہان فرید: حضرت خواجہ غلام فرید کی فکر کے مختلف زاویے علمی تناظر میں'' میں 'حقیقتِ محمدی ﷺ' پر ایک باب اور اسی طرح انہوں نے اپنی ایک اور کتاب ''مُرشدِ من: حضرت خواجہ غلام فرید کی حیات مبارکہ پر لکھے گئے تحقیقی مضامین'' میں ایک مضمون 'عشق مصطفیٰ ﷺ اور خواجہ غلام فرید' کے عنوان سے قدرے مفصل بحث پیش کی ہے۔ محمد سعید احمد شیخ کا یہ دوسرا مضمون تو ''مقابیس المجالس'' سے ماخوذ معلومات کی جمع وترتیب ہے۔ مزید برآں ''خواجہ فرید کا شعورِ ثقافت'' پر تو قلم اُٹھایا گیا ہے لیکن ''خواجہ غلام فرید کا شعورِ نبوّت و رِسالت'' پر نہیں۔ اِس صورت حال کو سامنے رکھیں تو زیر نظر موضوع پر مفصل تحقیق پیش کرنے کا جواز اور ضرورت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور اِسی صورت حال سے اِس اچھوتے موضوع پر کام کی مشکلات وصعوبات کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اِس مطالعے اور بحث کے بنیادی سوالات یہ ہیں: خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے سرائیکی 'دیوان فرید' میں حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات، صفات، خصائص، خصائل اور مقام ومرتبہ کے کِن کِن پہلوؤں کو اُجاگر کیا گیا ہے؟ خواجہ غلام فرید کے شعورِ نبوت و رِسالت کی تفہیم میں ایک مسلمان کے لیے وہ کیا اَسباق ہیں جن سے وہ اپنی اِعتقادی، اَخلاقی اور عملی زندگی کو بہتر بنا کر اِصلاح معاشرہ اور باہمی خیر خواہی کے اِقدامات میں مثبت کردار ادا کر سکتا ہے؟ زیرِ نظر مقالہ میں اِنہی سوالات کے جوابات تلاش کیے گئے ہیں۔

موضوع پر تحقیق کا مقصد اور افادیت یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید کے شعورِ نبوت و رِسالت اور اُس کے تقاضوں سے آگاہی کے بعد بزرگانِ دین سے عموماً اور خواجہ غلام فرید سے خصوصاً محبت وعقیدت رکھنے والے افراد نہ صرف اپنے طرزِ زندگی کو بہتر بنانے پر توجہ دیں گے بلکہ معاشرے کے دوسرے افراد کے ساتھ بہتر شعورِ حیات کے ساتھ تعلقات قائم کریں گے۔ یہ مقالہ اُنہیں معاشرے میں امن وسلامتی اور اخوّت و بھائی چارہ کی فضا بہتر بنانے میں فکری غذا اور سامان تدبر مہیا کرے گا۔

جہاں تک موضوع پر تحقیق کے منہج کا تعلق ہے تو اس میں تجزیاتی، تنقیدی اور استنباطی مناہج کا استعمال کیا گیا ہے تا کہ تجزیہ وتحلیل کے بعد طریقِ استنباط سے ایسے نتائج اخذ کیے جا سکیں جو عملی زندگی میں قابل عمل ہوں۔

موضوع کے بنیادی سوالات کو زیر بحث لانے سے پہلے مناسب ہے کہ موضوع کی مرکزی اِصطلاح

یعنی شعورِ نبوّت و رِسالت کے معنی اور مفہوم کو واضح کر دیا جائے تا کہ آنے والی بحث کی تفہیم آسان ہو جائے۔

''شعورِ نبوّت و رِسالت'' کا معنی، مفہوم اور تحدید:

محمد علی خان المعروف وارث سرہندی (۱۹۳۴ء۔۱۹۹۱ء) سیالکوٹی نے اپنی تالیف کردہ لُغت ''قاموس مترادفات'' میں جامع انداز میں شعور کے یہ معانی اور مترادفات لکھے ہیں: ''عقل، دانائی، عقل مندی، سلیقہ، تمیز، سمجھ، فہم، ادب و آداب، باریک بینی، تجربہ کاری، زیرکی، ہوشیاری، وقوف، ہوش، بُدھ، گیان، دانش، واقفیت، شناخت، پہچان، معرفت، عرفان، آگاہی، معلومات۔''

شعور کی اِصطلاح کے اِن معانی اور مترادفات کے پیشِ نظر ہمارے موضوع کی عبارت ''شعورِ نبوت و رِسالت'' کے مختلف مطالب یہ ہیں: حقیقتِ محمدی کا عرفان؛ نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبہ کی پہچان؛ نبوت و رسالتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی فہم اور تمیز؛ حضور ختمی مرتبت ﷺ کے خصائص اور خصائل کی معرفت؛ آپ کے الطافِ کریمانہ اور عنایاتِ رحیمانہ سے واقفیت؛ آپ ﷺ سے تعلق رکھنے والی اشیاء کے اَدب و آداب، وغیرہ۔

موضوع سے متعلق کلامِ فرید کی نوعیت:

شعورِ نبوت و رِسالت کے اِن مفاہیم سے متعلق حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی کافیوں، اُن کے بند اور اَشعار کی دو نمایاں قسمیں بنتی ہیں۔ پہلی قسم میں وہ کافیاں، بند اور اَشعار آتے ہیں جن میں شعورِ نبوت و رِسالت کا تذکرہ صاف اور صریح اَلفاظ میں ہوا ہے۔ دوسری قسم میں ایسے بند اور اشعار شامل ہیں جن میں حضور سید عالم ﷺ کا تذکرہ غیر صریح اَلفاظ اور اِستعارے یعنی قوم کی زبان میں کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ علیہ الرحمۃ کے حالاتِ زندگی اور سیاقِ کلام ہی دلالت کرتے ہیں کہ ان اشعار میں سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کی ہی باتیں کی گئی ہیں۔

اِن بنیادی اُمور کی وضاحت کے بعد اب یہ مقالہ پہلے سوال کے ذیلی موضوعات یعنی سرائیکی دیوانِ فرید میں نبی اکرم ﷺ کی ذات، صفات، خصائص اور خصائل کے شعور کی طرف متوجہ ہوتا اور اُن کی ترتیب وار تفصیل درج ذیل نکات کی شکل میں پیش کرتا ہے۔

۱۔ حقیقتِ محمدی، اُس کے ظہور اور لطف و عنایات کا شعور:

سرائیکی دیوان فرید کی کافی نمبر ۳۰ کے شعر نمبر ایک اور بند نمبر دو، تین اور سات میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات، حقیقتِ محمدی، آپ کے ظہور اور لطف و عنایات تذکرہ کیا گیا ہے۔ خواجہ غلام فرید علیہ

الرحمۃ کے یہ چودہ مصرعے ملاحظہ ہوں:

حُسن اَزل دا تھیا اِظہار — اَحدوں ویس وَٹا تھی اَحمد
سَلب ثُبوت جِتھاں مَسلُوبِ — اُتھ نہ طالب نہ مَطلوبِ
ہے لا یدرکہ الابصار — بے حد مُطلَق، مُطلَق بے حد
غیب الغیب دے دیسوں آیا — شَہر شَہادت دیرہ لایا
اَحدِیّت دا گھنڈ اُتار — تھیا اِطلاقوں محض مُقیّد
کیتا اَزلی لُطف ظہورا — سَو سَو شُکر مِلیا گُر پُورا
تھیا دِل کوں تسکین قرار — ہوئے خطرات، شکوک سَبھے رَدّ

کلام فرید کے معروف شارحین محمد عزیز الرحمن (۱۸۷۳-۱۹۴۴ء)، نور احمد فریدی (پ-۱۹۰۸ء) اور ڈاکٹر مہر عبدالحق (پ-۱۹۱۵ء) نے اس کلام کی جو تشریح کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

''اللہ تعالیٰ کے اَزلی حُسن وجمال کے انوار وتجلیات اور شعاعوں کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذاتِ مقدس میں مستنیر کیا گیا تو مناظر حُسن الٰہی نے آپ کی ذات پاک میں اپنا رنگ دکھایا۔ گویا دُنیا بھر میں جو کچھ نظر آرہا ہے یہ اُسی حُسن وجمال کے مظاہر ہیں۔ احمد ﷺ احد جلّ وعلا کا ہی عمل انعکاس ہے۔ جیسے سُورج کا وجود چاند ستاروں کو مستنیر کرنے کے باوجود بذاتہ قائم ہے۔ اسی طرح احمد میں جلوہ فرمائی کے باوجود اَحد کی اپنی ذات مقامِ اَحدیت میں باقی ہے۔ حقیقتِ حُسن ازل کا مقام اِس قدر اَعلیٰ اور اِدراک اِنسانی سے اس قدر اَرفع اور بلند ہے کہ وہاں اِثبات ونفی، ثبوت وعدمِ ثبوت، طالب ومطلوب کی جگہ نہیں ہے۔ محبوب ومُحب اور عاشق ومعشوق کے تمام رشتے وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہ سب مجازی دُنیا میں رہ جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے غیب الغیب کے دیس سے شہادتِ شہود کے منظر عام میں آکر قیام کیا ہے اور ذاتِ باری تعالیٰ عزّ اِسمُہ کے اَسرارِ قدرت اور رموزِ فطرت کا حجاب اُتار کر ذاتِ مطلق کے مظاہرِ حُسن حقیقی کو ظاہر فرمایا ہے اور محض مقیّد کے قیود سے آگاہی بخشی ہے۔ لطفِ ازل یعنی حقیقتِ اَزلی کا نور آنحضرت ﷺ کے وجودِ مسعود میں آشکار ہو کر سلسلہ وار ہمارے مرشد تک پہونچا۔ خدا کا سَو سَو شکر ہے کہ اُسی مرشد نے پوری طرح مطمئن کر کے دل کو تسکین وقرار بخشا اور تمام خطرات، شکوک اور وسوسے ردّ ہو گئے۔''

خواجہ صاحب کے اس کلام سے اُن کے شعورِ نبوّت و رسالت کے جو پہلو معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں :

ا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حُسن و جمال کی رعنائیوں اور لطف و کرم کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا اور آپ سے بہتر کسی کو مظہرِ اَتم نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ کے ازلی حُسن کی برکات کو ماسوی اللہ تک پہنچانے کے لیے آپ سے افضل و اَحسن کوئی نہیں ہے کیونکہ ' آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری'۔ حُسن ازل کے اظہار کی غرض و غایت کی تکمیل کے لیے عالم کون و مکان اور اَحدیت الہ العالمین کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحد وسیلہ ہیں۔ یہ وسیلہ درحقیقت حُسن ازل ہے جو بھیس بدل کر احد سے اَحمد ہوگیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حُسن جب تک ظاہر نہیں ہوتا اُس کی حمد، تعریف، ستائش، اُس کی خوبیوں کا بیان، اور اُس کی کشش کے فوائد و اَثرات کی اشاعت نہیں ہوسکتی۔ اُس کے عاشقوں کے دل و جان میں عشق و محبت کی گرمی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اگر عشق و محبت کی حرارت والے اس دُنیا میں نہ ہوں تو اس کائنات کا نظام اور ارتقاء جاری نہیں رَہ سکتا۔ کائنات کے نظام کا استحکام اور ارتقاء کا جاری نہ رہنا ربوبیتِ رب العالمین کے خلاف ہے۔ اس لیے رب العالمین نے اپنے حُسن ازل کے اظہار کے لیے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مصطفی بنایا۔ آپ کے اطاعت گزار صدیقین، شہداء، صالحین، مجاہدین، مبلغین، مدرسین، محققین، محبین اور عشاق، اولیاء، وغیرہ اِس دُنیا کے ظاہری اور باطنی نظام کے استحکام کے لیے حُسن ازل کے جلوؤں سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق حسبِ ضرورت اِستفادہ کرتے اور نظام کائنات کے مادی و روحانی ارتقاء کر جاری رکھتے ہیں۔

حقیقتِ محمدی کا یہی شعور دیوان فرید کی کافی نمبر ۱۳۴ کے بند نمبر آٹھ میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہ دلچسپ ذکر احد اور احمد کے درمیان میم کے پردے کے تذکرے میں ہے۔ خواجہ صاحب نے حقیقتِ محمدی کے اس پہلو کے بارے میں اپنا شعور اِن الفاظ میں پیش کیا ہے:

اَحد او ہی احمد او ہے   میم دے اولے دِلڑی مو ہے

دھیان فرید! رکھیں ہر آن

یعنی احد بھی وہ آپ ہے اور احمد بھی وہ آپ ہے۔ صرف میم کی اوٹ میں اپنے آپ کو چھپا کر ہمارے دلوں کو موہ رہا ہے۔ فرید سے محبت و اخلاص کا تعلق رکھنے والے اے شخص! تو ہر وقت اس حقیقت کو دھیان میں رکھ کہ میم کے پردے میں جو ذات موجود ہے اُس کی اِتباع میں حُسن ازل سے محبت کی معراج کو پایا جاسکتا ہے جسے پانے کا حکم قرآن مجید میں یوں دیا گیا ہے: {قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ}۔ حُسن ازل سے عشق و محبت کے اس سفر میں ثابت قدمی اور حصول معراج کے لیے مزید ترغیب

قرآن مجید کے اِن الفاظ میں دی گئی ہے: {وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ}

مولانا نور احمد فریدی اس بند کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے لکھتے ہیں: ''وجودی مسلک کے مطابق نورالٰہی کا مظہرِ عظیم صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے۔ حضور کی شخصیت اتنی جامع کمالات ہے کہ کل خدائی صفات کا ظہور اِس ایک شخصیت میں آکر ہوا ہے۔''

خواجہ فرید علیہ الرحمۃ نے حقیقت محمدی کا یہی شعور اپنے دیوان فریدی کا فی نمبر ۱۴۰ کے شعر نمبر تین میں بھی دُہرایا ہے اور حُسن ازل کے اَحد سے اَحمد بننے کے دلکش اَثرات بیان کیے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

اَحَد اَہا بڻ احمد آیا موہیس چین مچین

یعنی خود اَحد تھا مگر اس دُنیا میں اُس نے احمد کی صُورت میں ظہور فرمایا ہے۔ چین اور غیر چین پر مشتمل ساری دُنیا کے قلوب کو مسخر کر لیا ہے۔ کوئی ذی شعور، ذی روح، ذی عقل حتیٰ کہ کوئی بے جان مخلوق بھی آپ کی رحمت اور محبت سے محروم نہیں ہوئی کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ موہیُس کے لفظ سے خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کا یہ شعور سامنے آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے دُنیا کے اصحابِ عقل و دانش آپ کی محبت میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ آپ کے اخلاق، آپ کی شریعت، آپ کے پیغام، آپ کے اندازِ جہانبانی اور آپ کی تعلیم وتربیت نے سب کا دل موہ لیا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ آپ کے محبین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور آپ کے دین کے پاکیزہ اثرات بنی نوع انسان کو اپنی وارفتگی میں لے رہے ہیں۔

ب۔ حُسن ازل کا مقام اِس قدر اَعلیٰ اور اِدراک اِنسانی سے اس قدر اَرفع اور بلند ہے کہ وہاں اِثبات ونفی، ثبوت وعدمِ ثبوت، طالب ومطلوب کی جگہ نہیں ہے۔ محبوب ومُحب اور عاشق ومعشوق کے تمام رشتے وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اپنے مقامِ اَحدیت کی رفعتوں، دشواریوں، مخلوق خدا کی کمزوریوں اور حُسن ومحبت ومحبین کے رشتے کے ساتھ ساتھ اپنے اظہار کی متنوع غایات کے سبب سے حُسن ازل نے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیس میں ظاہر ہونا پسند کیا۔

ج۔ حضرت محمد مصطفیٰ اَحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب الغیب کے دیس سے تشریف لا کر عالم شہود میں اپنا ڈیرہ لگایا ہے۔ عالم غیب میں آپ احدیت جبکہ عالم شہود میں آپ تقیید کی صفت سے مقیّد ہیں۔ عالم غیب اور عالم شہود میں آپ کے خصائص مختلف ہیں۔ سفر معراج میں سدرۃ المنتہیٰ سے آگے آپ کا سفر اس نکتے کو سمجھنے میں مددگار ہو سکتا ہے۔ غیب الغیب سے عالم شہادت میں تشریف لانے کی وجہ یہ تھی کہ عاشقانِ حُسنِ ازل کے لیے ذاتِ مطلق کا دیدار محال تھا۔ اس لئے مطلق کا مقید میں اظہار کیا گیا تاکہ دیکھنے والا دیکھ سکے اور حُسن کا تقاضا

پورا ہو۔ غالباً اسی لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحق۔

د۔ آخر میں خواجہ صاحب نے حُسن ازل کے اظہار کی اَغراض و غایات کے حصول کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ ﷺ سیدِ وُلد آدم اور ہادئ عالم ہیں۔ آپ ﷺ کی وجہ سے ہمیں ایسے مُرشد اور شیخ ملے ہیں کہ جن کی ہدایت اور رہبری سے ہمارے مضطرب دلوں کو سکون و قرار نصیب ہوا ہے۔ اِن دلوں میں پیدا ہونے والے تمام خطرات اور شکوک و شبہات کا اطمینان بخش جواب مل گیا ہے۔ وصول الی المطلوب کے تمام مراحل آسان ہو گئے ہیں۔

۲۔ حُسن ازل اور نورِ حجازی کے تعلق کا شعور:

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے کافی نمبر ۲۶۳، بند نمبر تین میں اپنے قارئین کو یہ نصیحت کی ہے کہ دل و دماغ سے ملال اور کدورتوں کو دُور کر دو تو یہ حقیقت سمجھنے میں دیر نہ لگے گی کہ وہ محبوب عزّوجلّ جو بے مثل و بے مثال ہے جو کسی بھی صورت سے پاک ہے اُس نے اپنے حُسن تخلیق، جمالِ فن اور کمالِ قدرت کو ہر مُورت ہر خوب صورت مخلوق میں ظاہر کیا ہے۔ اُس نے یہ سارا اِظہار اپنے نورِ حجازی یعنی نبی اکرم ﷺ کے پردے میں کیا ہے۔ اس حقیقت کو ہم حضور نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کی روشنی میں مزید سمجھ سکتے ہیں: مَا أُعْطِيكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ، إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ۔ آپ ﷺ احد کا مظہر حقیقی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں جو اسماء وصفات کے ظہور سے پہلے دُرفشاں ہوا اور پھر اس نور سے تمام کائنات وجود میں آئی۔ خواجہ صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

کر رَفع، ملال، کدورت ٹک سمجھ، سَجّن بے صورت
تھیا ظاہر، وِچ ہر مُورت چھپ اولے، نور حجازی

اس بند میں اُن کے پیش کردہ شعورِ حقیقتِ محمدی کو ہم مولانا فریدی کی شرح سے سمجھ سکتے ہیں۔ اُن کے مطابق ''خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ذاتِ حقیقی کی تجلّی کا ادراک چونکہ بظاہر ناممکن تھا۔ جیسے سورج بادلوں میں آتا ہے تو اس کا دیکھنا ممکن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح احد نے م کے پس پردہ ظہور فرمایا۔ یہ پہلا تعین تھا جو احمد سے موسوم ہوا۔ خواجہ صاحب نے اسے نورِ حجازی سے تعبیر کیا ہے۔ پھر اس نور سے چاند سورج روشن ہوئے۔ اور اسی نور سے عرش و کرسی اور لوح و قلم کو قیام ملا۔ اور اسی نور سے آسمان کو ستاروں کے ساتھ رونق دی گئی۔ اور اسی نور سے زمینیں بچھائی گئیں اور انہیں آباد کیا۔ گویا ہر شکل اور ہر صورت میں نورِ محمدی کے واسطے سے اُسی ذاتِ بے چوں و بے چگون نے اپنا جلوہ دکھایا۔''

۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبِ لولاک ہونے کا شعور:

خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے دیوان فرید کی کافی نمبر ۲۱۷ میں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے' را نجھن' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرا محبوب نورِ الٰہی ہے؛ وہ اللہ کریم کی صفات کے مظہرِ اتم ہیں؛ آپ کے سرِ اقدس پر صاحب لولاک اور طٰہٰ کا تاج ہے۔ آپ جب اِس دُنیا میں تشریف لائے تو کھیڑ بکھیڑ کرنے والی قوتوں میں شور مچ گیا لیکن وہ آپ کی آمد اور آپ کی نبوت ورسالت کے مثبت اور تعمیری اثرات کو روک نہیں سکے۔ یہی ہماری خوش بختی ہے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف التفات فرمایا؛ اپنا قرب عطا فرمایا اور اپنے سینے سے لگالیا۔ اب مجھ پر اتنا کرم ہے کہ مجھے ہر وقت آپ کا ساتھ نصیب ہے اور آپ کے محبت بھرے نورانی اور رُوحانی اَثرات میرے جسم کے ذرے ذرے میں سما چکے ہیں۔ خواجہ صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

را نجھن میرا نُور الہٰی	مظہر ذات صفات کماھی
سر لولاک کلنگی پائی	طٰہٰ چھتر جھلایا ہے
را نجھن میڈے ویڑھے آیا	کھیڑئیں بھیڑئیں شور مچایا
آیا وَلدا نہیں ولایا	بے شک بخت بھڑایا ہے
ماہی میں وَل پاتی جھاتی	جھاتی پا کر لائیس چھاتی
ہر ویلھے ہر جاہ ہے ساتھی	لُوں لُوں وِچ سمایا ہے

اس کلام میں استعمال کیے جانے والے الفاظ' ماہی میں وَل پاتی جھاتی' اور' جھاتی پا کر لائیس چھاتی' جس محبوبانہ ادا پر دلالت کرتے اور مقامِ محبوبی کے راز سے پردہ ہٹاتے ہیں اور عاشق ومعشوق کے جن باہمی اطوارِ محبت کو بیان کرتے ہیں وہ اُن عُشاق کو تڑپا کر رکھ دیتے ہیں جنہیں یہ مقام حُب ابھی نصیب نہیں ہوا۔ یہ اُن مشتاقین کی آنکھوں سے سَیل اَشک رواں کر دیتے ہیں جنہیں اس کرم نوازی کی اُمید اور انتظار میں مدتیں گزر گئی ہیں۔ مزید برآں' ہر ویلھے ہر جاہ ہے ساتھی' تو اُس سے اقرب حال ومقام اور افضل عطا کا بیان ہے۔ یہ تو رَشک کرنے والوں کو پھڑکا کر رکھ دیتا ہے۔ کاش اس سلسلے میں ہماری سیاہ بختی خوش بختی میں بدل دی جاتی!

۴۔ حُسن حقیقی اور نُور حجازی کے ناز ونیاز کا شعور:

سرائیکی دیوانِ فرید کی کافی نمبر ۲۸ کے بند نمبر پانچ میں حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ حُسن حقیقی اور

نورِحجازی یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کے ناز و نیاز اور نوری جلوؤں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اُن کا یہ بند ملاحظہ ہو:

حُسن حقیقی ، نُور حجازی کھیڈے ناز نیاز دِی بازی

صِدقوں سمجھ! سُنجان آیا کوٹ شہر وِچ

خواجہ صاحب کے اِن الفاظ سے اُن کے شعورِ نورِ نبوّت و رِسالت کا ایک دلچسپ اور جانفزا پہلو سامنے آتا ہے۔ خواجہ صاحب نے 'حُسن حقیقی' سے اللہ تعالیٰ کے حُسن و جمال کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، وَيُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ۔ اللہ تعالیٰ خود صاحب حُسن و جمال ہے اور خوبصورتی کو پسند بھی فرماتا ہے۔ وہ اپنے بندے پر اپنی نعمتِ جمال کا اثر دیکھنا بھی پسند کرتا ہے۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے 'نورِحجازی' سے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے نور اور آپ کے نوری جلوؤں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان کے اس اشارے کی بنیاد قرآن مجید کی ایک آیت کے یہ کلمات ہیں: قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُورٌ ڈاکٹر وھبہ زحیلی (۱۹۳۲-۲۰۱۵ء) نے اپنی تفسیر المنیر میں آیت کے اِن کلمات کے لیے المفردات اللغویہ کے ذیلی عنوان کے تحت لکھا ہے: ''قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُورٌ هو النبي صلّى الله عليه وسلّم۔''

بند کے دوسرے مصرعے 'کھیڈے ناز نیاز دِی بازی' کا مطلب یہ ہے کہ حُسن حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ اور نورِحجازی یعنی نبی کریم ﷺ اپنے عاشقوں اور محبین پر جو کرم نوازیاں کرتے ہیں اُنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ یہ ناز و نیاز کے تعلقات ہیں۔ عُشّاق اور محبین اپنی اپنی فکری رَسائی، رُوحانی احوال اور مقاماتِ سلوک کے مطابق دامنِ طلب دراز اور عرضِ مدعا کرتے ہیں مگر صاحبِ حُسن حقیقی اور اُس کا مظہرِ اَتم نُورِحجازی اُنہیں اپنی شانِ کریمی کی رِفعتوں کے مطابق نوازتے ہیں۔ اس مصرعے کے موضوع اور ناز و نیاز کے معاملات کو صحیح بخاری کی اس حدیث قدسی کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ المُؤْمِنِ، يَكْرَهُ المَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ"

ترجمہ: جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی میں اُسے جنگ کا چیلنج دیتا ہوں؛ میری بارگاہ میں پسندیدہ اعمال جن کے ذریعے میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے وہ ہیں جو میں نے اس پر فرض کیے ہیں۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعے مسلسل میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرتا ہوں۔ جب میں اُسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سُنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ جس سے وہ کسی چیز کو اپنی گرفت میں لیتا ہے، اور اس کا پاؤں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کوئی چیز طلب کرتا ہے تو میں ضرور اُسے عطا کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں ضرور اُسے پناہ دیتا ہوں، میں جو کام کرنا چاہوں اس میں اِتنا تردد نہیں کرتا جتنا مؤمن کی جان نکالنے میں کرتا ہوں، وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اُسے تکلیف دینے کو نا پسند کرتا ہوں۔

آخری دو مصرعوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نورِ نبوت و رِسالت کی عطاؤں، عنایات اور کرم نوازیوں کے ظاہری و باطنی تحائف خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے شہر کوٹ مٹھن کو بھی نصیب ہوئے ہیں۔

۵۔ فرائض نبوت ورسالت کی ادائیگی میں شان محبوبی کا شعور:

خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ دیوان فرید کی کافی نمبر ۲۲۶ کے بند نمبر چھ میں کہتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ اَسرار کے پردوں سے محبوب دلنواز بن کر ظاہر ہوئے ہیں۔ ساری کائنات آپ ﷺ کی گرویدہ ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے رسالت کے فرائض کو خوب عمدگی سے پورا کیا ہے۔ اُن کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

بَطن بطون توں ظاہر ہویا   عربی تھی کر مُلک نوں موہیا

رَسم رِسالت رَسدا ڈھولا ماہی

اِس بند میں خواجہ صاحب نے محبوبِ کائنات ﷺ کی رِسالت اور اس کے فرائض کی ادائیگی کا تذکرہ محبت بھرے اُسلوب میں کیا ہے۔ دوسرے مصرعے میں وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ آپ ﷺ عربی ہیں لیکن آپ ﷺ نے ساری دُنیا کا دل موہ لیا ہے۔ تیسرے مصرعے میں آپ ﷺ کی محبوبیت کو بیان کرنے کے لیے خواجہ صاحب نے لفظ 'ڈھولا ماہی' استعمال کیا ہے۔ گویا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سید المرسلین ﷺ نے اپنی رسالت کے فرائض اور ذمہ داریاں اس انداز میں نبھائی ہیں کہ آپ ﷺ اپنے مخاطبین کے لیے محبوبِ مکرم بن گئے ہیں۔ اُن کے اِس شعور میں یہ پیغام پایا جاتا ہے کہ دِین اسلام کی تبلیغ میں مشغول آپ کی اُمت کے افراد تبلیغِ دین کی ذمہ داریاں اس طرح پوری کریں کہ لوگوں کے درمیان نفرتیں

پھیلانے کی بجائے اُن کے دلوں کو آپس میں جوڑیں۔ یہ کام اُس وقت تک نہیں ہو سکے گا جب تک یہ مبلغین خود لوگوں کے محبوب نہ بن جائیں۔

۶۔ مسجودِ قلوبِ عُشاق اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یکتائی کا شعور:

خواجہ فرید علیہ الرحمۃ کے دِیوان فرید کی کافی نمبر ۹۹ کے دو اشعار نمبر پانچ اور چھ میں اُن کے شعورِ نبوت و رِسالت کی دو باتیں واضح طور پر پائی جاتی ہیں۔ خواجہ صاحب نے محبوب کبریاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے 'پُنل' کی اصطلاح استعمال کی ہے اور بتایا ہے کہ دینداری اور ایمان داری پر مبنی سچی بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حد تک ہمارا مرکز توجہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجود ہیں اور ہمارا دل ساجد ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی احدیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احمدیت میں اتنا قرب ہے کہ اُن کے درمیان کوئی فاصلہ محسوس نہیں ہوتا۔ آپ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

پُنل ہے مَسجُود دِلیں دا　　　دِین ایمان دی بات نئیں
اَحد تے احمد فرق نہ کوئی　　　واحد ذات، صفات نئیں

خواجہ صاحب کی یہ آگاہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عشاق کے دلوں کے لیے کعبہ وقبلہ ہیں اور اُن کے دل ہر وقت آپ کی طرف متوجہ ہیں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی **فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ** کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔ اُن کی دوسری بات کی ایک وضاحت یہ بھی ہے کہ جس طرح ذات پروردگار اپنے معبود ہونے میں لاشریک ہے، اُسی طرح ذاتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات وصفات اور نبوت ومحبوبیت میں یکتا اور بے مثال ہے۔ اس یکتائی اور بے ہمتائی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ الہ العالمین اپنی ذات میں یکتا اور محبوب رب العالمین اپنی صفات میں لاثانی ہے۔

۷۔ ماسویٰ اللہ کے درمیان سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومرتبہ کا شعور:

حضرت خواجہ غلام فرید کا اعتقاد یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں کے سردار ہیں؛ اللہ تعالیٰ کے تمام مقبول بندوں کے محبوب ہیں؛ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اصحابِ عقل و دانش کے اُستاد ہیں؛ اور شہنشاہِ عالم ہیں۔ کافی نمبر تین کے بند نمبر پانچ میں آپ فرماتے ہیں:

کِتھ احمد شاہ رسُولاں دا　　　محبوب سَبھے مَقبولاں دا
اُستاد نفوس عقُولاں دا　　　سُلطاناں سِر سُلطان آیا

مولانا نور احمد خان فریدی (م ۱۹۹۴ء) اِس بند کی شرح میں لکھتے ہیں: ''اس سے معلوم ہوا کہ حضور

علیہ السلام کی ذات انوارِ الٰہی کا مجسمہ ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو جہاں باقی اسماء صفات کے ذریعے ظاہر کیا ہے اس سے زیادہ صورتِ محمدی میں بے پردہ جمال ازلی کا مظاہرہ اور اپنی حقیقتِ ربوبیت کا اظہار فرمایا ہے۔''

۸۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معصومیت اور وُسعتِ علوم کا شعور:

خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے دیوان فرید کی کافی نمبر ۲۲۴ کے بند نمبر تین میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقدیس، معصومیت وطہارت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کی وُسعت، مظہرِ کمالات خداوندی اور عرب وعجم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

جو ہے نَفس مُقدّس، طاہر علوی سَفلی دا ہے ماہر
کُل دا مَظہر، کُل دا ظاہر والی عَرب عجم دا ہے

اِس بند میں پیش کیے گئے شعور کو آسان وسادہ الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والیٔ عرب وعجم ہیں؛ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفس مقدس، طاہر اور معصوم ہیں؛ جو کچھ اوپر نیچے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پہچان رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سب صفات کا مظہر اور حکمت وضرورت کے مطابق اُن کا اظہار کرنے والے ہیں۔ مولانا نور احمد فریدی اس بند کی شرح میں لکھتے ہیں: ''حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: اول ما خلق اللہ نوری وخلق الخلق من نوری۔ یعنی سب سے پہلے رب کریم نے مجھے پیدا فرمایا اور پھر میرے نور سے کائنات کو پیدا کیا۔ مندرجہ بالا بند اسی حدیث کو مفہوم کو ادا کرتا ہے۔''

۹۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختار ہونے کا شعور:

دیوان فرید کی کافی نمبر ۸۴ میں خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے مشاہدۂ کائنات کو بیان کیا ہے۔ اس کے درج ذیل بند میں ایک قاری کو اُن کے شعورِ نبوت ورِسالت کا جو پہلو ملتا ہے اُس کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی مختار ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں:

سبھ اعلیٰ اعلیٰ شان ڈِٹھم حَسنین تے شاہ مردان ڈِٹھم
اَبو بکر، عمر، عثمان ڈِٹھم وہ پاک نبی مختار ڈِٹھم

مولانا نور احمد فریدی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: ''میں نے تمام عالی قدر اور عالی مراتب بزرگوں کو دیکھا ہے۔ میں نے سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہما السلام اور خلفائے راشدین حضرت ابو بکر، حضرت

عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم کا دیدار بھی کیا۔ خود سرکار شریعت مدار فخر کائنات رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کے دیدار فرحت آثار سے بھی آنکھیں روشن کی ہیں۔ ان سب میں حُسن ازل کا جمال جہاں افروز پوری تابانی کے ساتھ نور افشانی کر رہا تھا۔''

مولانا فریدی نے اس شرح میں حسنین کریمین اور خلفائے راشدین کے ساتھ ساتھ حضور فخر کائنات کی زیارت اور دیدار کو تو بیان کیا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی مختار ہونے پر توجہ مرکوز نہیں کر سکے۔ اس حوالے سے اُنہوں نے کوئی جملہ اس بند کی شرح میں نہیں لکھا۔ پوری کافی پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے جن چیزوں اور جن اعلیٰ مرتبہ شخصیات کو دیکھا اُن سب میں سب سے بلند مرتبہ حضور سرورِ کائنات کی ذات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے صرف نبی نہیں بلکہ نبیِؐ مختار ہیں۔ گویا 'بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'۔

۱۰۔ مُحب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انداز محبت کا شعورِ:

دیوان فریدی کی کافی نمبر ۵۹ کے پانچویں شعر میں خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں اور اپنے عُشاق کے ساتھ آپ کے محبوبانہ رویوں کے بارے میں اپنا شعور یوں بیان کیا ہے:

ناز ، نہورے ، غمزے ، تیڈے مُصحَف دی تفسیر

اس کی شرح میں مولانا عزیز الرحمن لکھتے ہیں: ''حدیث شریف میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَخلاق کی بابت پُوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا: و کان خلقه القرآن کہ آپ کا اخلاق قرآن مجید ہے۔ خواجہ علیہ الرحمۃ کا یہ شعر اسی حدیث کا ترجمہ ہے اور سبحان اللہ کس قدر حسین ترجمہ ہے۔''

ہمارے نزدیک اس شرح میں خواجہ صاحب کے منتخب الفاظ اور اُن کے مدلولات کی باریکیوں پر مکمل توجہ نہیں دی گئی۔ ناز نہورے اور غمزے کے اَلفاظ جن خاص رَویوں، دلچسپ طرزِ عمل، میٹھے مکالمات اور کسی بھی قسم کی مداخلت سے پاک خلوتوں پر دلالت کرتے ہیں وہ ہر اِنسان کے ساتھ ممکن نہیں ہوتے۔ یہ خاص انداز صِرف محبوب ومحب اور عاشق ومعشوق کے درمیان بھی صرف خاص حالات ومواقع پر پائے جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ناز نہورے اور غمزے کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کر کے اُن کی نوعیت کو مصحف کی تفسیر کہا ہے تو اِس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر طرح کی مخلوق کے ساتھ اَخلاقی طرزِ عمل مُراد نہیں ہے بلکہ اس سے مُراد آپ کا اپنے مخلصین، محبین اور مشتاقین کے ساتھ خاص محبت بھرا اور مشفقانہ التفات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناز وادا اور اشارے کنایے

اتنے نفیس، پاکیزہ، شائستہ، معصومانہ اور مربّیانہ ہیں کہ یہ قرآنی تربیت وآداب کے عین مطابق ہیں۔

۱۱۔ دردِ دِل اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رابطہ کا شعور:

دیوانِ فرید کی کافی نمبر ۱۱۵ کے اَشعار کی تعداد ۲۳ ہے۔ اس کے آخری دو شعروں میں خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ بے کس پناہ میں ندِاء کرتے ہیں۔ اس سے ہم اُن کے شعورِ نبوت ورِسالت کے دو پہلو سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن اِن کی دُرست تفہیم کے لیے کافی میں پیش کیے گئے سیاق اور نداء کی صورت حال کو جاننا ضروری ہے۔

آخری دو اشعار سے پہلے اکیس اشعار میں جو چیزیں خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے بیان کی ہیں وہ یہ ہیں: روہی میں ساون کی بارشیں شروع ہوگئی ہیں اور فضا بہت خوشگوار بن گئی ہے؛ سیاہ وسفید بادلوں کی رِم جھم بارش میں بجلیوں کے چمکنے سے موسم جانفزا ہو گیا؛ اس موسم میں لقاءِ محبوب کی تمنائیں بڑھ گئی ہیں؛ بادلوں کی گرج عشق ومحبت کی راگنی لگتی ہے؛ مٹی کی بھینی بھینی خوشبو نے سانسوں میں طرح وطرب اور گُنگناہٹ کو بڑھا دیا ہے؛ وہ پودے جو سوکھ کر کانٹا بن چکے تھے اب بارش کی وجہ سے اُن پر ہریالی اور پھولوں کا آغاز ہو گیا لیکن میرا سجن اور خیر خواہ پاس نہیں ہے۔ اس لیے اتنا اچھا، پیارا اور سہانا موسم میری خوشی میں نہیں بلکہ غم ودرد میں اضافہ کر رہا ہے۔ محبوب کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کرنے اور ملاقات سے قلب وروح کی سیرابی کی سب تیاریاں مکمل ہیں۔ موسم، تاحدنظر ہریالی، رنگ برنگ کے پھول، انواع اقسام کی خوشبوئیں، ٹھنڈی ہوائیں، خوبصورت پرندوں کی دلکش چہچہاہٹ اور کوئل کی کوک سب کچھ مہیا ہے لیکن اگر کسی کی کمی ہے تو میرے محبوب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اِس پس منظر کو ذہن میں رکھ کر اب بارگاہِ نبوت ورسالت میں خواجہ صاحب کی عرضِ تمنا اور اندازِ التجا کو ملاحظہ فرمائیں:

سوہنْاں عربی سانورا آ لہو ساڈیاں ساراں
تیڈے باجھ فرید نوں ڈُکھڑے تار و تاراں

اِن دو اشعار کا لفظی ترجمہ یہ ہے: ''اے حسین وجمیل عربی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آکر ہماری خبر گیری فرمائیں۔ آپ کے ہجر میں فرید کو سَر سے بھی اُونچے، گہرے دُکھ ہیں۔''

شعور سماعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق آقا اپنے پکارنے والوں کی آواز سُنتے اور غم خواری کرتے ہیں۔ اِسی لیے خواجہ صاحب بارگاہ نبوی میں عرض تمنا کرتے ہیں کہ آپ کے فراق اور دُوری کی وجہ سے دُکھ درد اور غم واندوہ کے ہجوم نے مجھے ہر طرف سے گھیر لیا ہے۔ آپ آئیں اور مجھ غم زدہ کی غمخواری فرمائیں۔ اس شعور سے

یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ایک عاشق رسول کو اگر محبوب دو عالم ﷺ کا قرب اور التفات حاصل نہیں ہے تو دُنیا جہان کی انواع واقسام کی ساری نعمتیں اُسے پھیکی اور بے مزہ لگتی ہیں۔

۱۲۔قوم کی زبان میں سوز وفراق کا اظہار:

حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے محبوب ﷺ کی باتیں کرنے کے لیے ایسی اصطلاحات اور ایسے الفاظ بھی استعمال کی ہیں جو آپ کے معاشرے میں رائج تھیں۔مثلاً ' رانجھا'،'سوہناں ہوت پُنل '، 'یار بروچل '، ' کیچ دا والی'، 'ملھیر '، وغیرہ۔فراق اور سوز کے احوال کو بیان کرنے کے لیے یہی الفاظ آپ کی کئی کافیوں میں ملتے ہیں۔مثلاً دیوان فرید کی کافی نمبر ۱۷ کے تعارف میں مولانا نور احمد فریدی نے لکھا ہے کہ 'اس کافی میں حضرت خواجہ صاحب نے عشق کی واردات کے ذکر کے لیے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو رانجھا کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور بھینسوں سے مُراد اُمّتِ مسلمہ ہے۔'اس کافی کا پہلا شعر یہ ہے:

ماݨ مُہیں دا چاک   ساڈے مَن بھانو دا

اس شعر کا ترجمہ یہ ہے: ہمارا مان، افتخار بھینسوں کا البیلا چرواہا اور رکھوالا ہمارے من کا پسندیدہ ہے۔
اس شعر میں ایسا کوئی صریح لفظ نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا ذکر ہے۔تاہم اس کی شرح میں مولانا نور احمد فریدی کہتے ہیں کہ ''تصوف کی روشنی میں اس شعر کا مطلب یہ ہو گا کہ اُمت کے نگہبان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مجھے بے حد محبوب ہیں۔''

مولانا فریدی کے بیان کردہ اس مفہوم سے موافقت کی صورت میں اس کافی کے باقی کلام میں خواجہ صاحب کی حُبّ رسول میں بے قراری، بے چینی، غم اور دُکھڑوں کے بوجھ کو سمجھا جا سکتا ہے اور اس کے بعد محبوب ﷺ کی عنایاتِ محبوبانہ کی امیدوں کے شعور کو بھی۔

محبوب کریم ﷺ کے لیے قوم کی زبان کا استعمال کافی نمبر ۱۵۲ کے بند نمبر تین میں بھی ملتا ہے۔
یہاں خواجہ صاحب کے الفاظ اور اُسلوب ملاحظہ ہوں:

سوہݨاں ہوت پُنل چھوڑ کیچ گیا   گل سوز فراق دا پیچ پیا
مَیں لکھیا پلڑے پایُم ڑی

یعنی حُسن و جمال کا پیکرِ جمیل میرا خان پُنل مجھے چھوڑ کر کیچ چلا گیا۔جس سے میرے گلے میں سوز اور فراق کا طوق پڑ گیا اور جو نوشتۂ تقدیر تھا میں نے اُسے اپنے پلّے میں ڈال لیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جب عاشق صادق کو اُس کی خواہش اور تمنا کے مطابق محبوب ﷺ کی توجہ حاصل ہونے میں تاخیر ہو جاتی ہے تو

بعض اوقات وہ خود کلامی کے انداز میں اپنے جذبات، حالات اور کرب کا اظہار کرتا ہے۔

اس بند کی شرح میں مولانا نور احمد فریدی لکھتے ہیں: ''اگرچہ ادبی حیثیت سے حضرات علماء نے ذاتِ رسالت مآب روحی فداہ کو رانجھا، پُنّل اور مہینوال جیسے محبوبانِ دَہر سے تشبیہ دینے سے منع کیا ہے مگر جب حضرت انسان پر جذباتی کیفیت طاری ہوتی ہے تو وہ ان پابندیوں سے وراءالورا چلا جاتا ہے گویا پنل اور کیچ تلمیح در تلمیح ہے۔ حُسن ازل کو پہلے نُورِ یثربی سے تشبیہ دی گئی ہے اور پھر نور یثربی کو پنل سے اسی طرح کیچ سے مراد مدینہ طیبہ ہے۔''

ایک متوقع شبہ کا رد کرنے کے بعد وہ مزید لکھتے ہیں: ''جب سالک پر واردات کا انقباض ہو جاتا ہے تو بحالتِ پریشانی وہ محسوس کرتا ہے کہ گویا اس کا محبوب اس سے جُدا ہو گیا ہے۔ اور پھر وہ اسے ان تلمیحات میں پیش کرتا ہے جو قوم میں مروّج ہوتی ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرا مدنی پیا مجھے چھوڑ کر مدینہ طیبہ کو چلا گیا ہے جس سے میں فراق اور سوز وگداز کی بھٹی میں جل رہا ہوں اور امانت الٰہی کے اُٹھانے سے آفات ومصائب جو میرے نوشتہ میں لکھ دی گئی تھیں میں نے برضا ورغبت انہیں اپنے دامن میں ڈال لیا ہے۔''

ہجر وفراق، سوز وگداز، کیچ کے والی اور ملہیر کی جھوکوں کی یہی باتیں خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے کافی نمبر ۳۳ کے بند نمبر دو اور تین میں بھی کی ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ کیچ یعنی مدینہ منورہ کے والی ﷺ سے دُور ہونے کی وجہ سے میرا حال تباہ ہے۔ اُن کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

یار بروچل کیچ دا والی کیتو حال کنوں بے حالی

پربت روہ رُلایو وے یار

تاریخی حقائق اور واقعات سے ثابت ہے کہ سَسّی کے محبوب ومعشوق پنوں کی ذات بروچل جبکہ کیچ اس کا وطن تھا لیکن علامہ عزیز الرحمن نے اس بند میں اِن سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اور آپ کا شہر مدینہ منورہ لیا ہے۔ اسی لیے انہوں نے ترجمہ یہ لکھا ہے: ''اے مدینہ طیبہ کے بادشاہ محبوب! مجھے اپنا شیدا فرما کر خستہ وزار کر دیا ہے اور ریت کے صحراء کوہستان میں آوارہ کر دیا ہے۔''

اِسی کافی کے تیسرے شعر میں خواجہ صاحب اپنی تنہائی اور غیروں کے درمیان اپنے عدم اطمینان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اَے میرے محبوب ﷺ تو نے تو اپنے اُونٹ ملہیر پہنچ کر بٹھائے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے ہیں جبکہ میں اکیلا ایسے لوگوں کے درمیان رہ رہا ہوں جن کی صحبت سے مجھے کوئی اطمینان حاصل نہیں ہے۔ میں آپ ﷺ کے نظرِ کرم اور التفاتِ کریمانہ کا محتاج ہوں۔ آپ کہتے ہیں:

مُلک مَلہیر ڈِتونی جھوکاں میں کَلھڑی وِچ اوپڑے لوکاں

ہِک تِل تَرس نہ آیو وے یار

اِس بند میں مذکور مُلک ملہیر سندھ کا ایک نہایت سرسبز وشاداب مقام ہے۔علامہ محمد عزیز الرحمن اور مولانا نور احمد فریدی کے مطابق اس سے مُراد مدینہ طیبہ ہے۔ وہ اس بند کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ''ملک ملہیر سے مراد مدینہ طیبہ ہے۔خواجہ صاحب حضور رسول مقبول علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں کہ حضور نے تو مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار فرمالی ہے اور مجھے ناآشنا لوگوں میں تنہا چھوڑ دیا ہے۔''

محبوب ﷺ اور آپ کے ملک سے دوری کا یہ احساس دیوان فرید کی کافی نمبر ۱۳ کے شعر نمبر آٹھ میں بھی ملتا ہے۔اس کافی کا آغاز عشق کے پریشان کن اثرات سے کیا گیا ہے۔کہتے ہیں کہ عشق حبیب کی وجہ سے میں اپنے گھر کو بھول چکا ہوں؛ مال وزر اور ملکیتوں کی اہمیت نہیں رہی؛ جوانی کی طرح وطرب پیچھے رہ گئی ہے۔اب اگر کچھ یاد ہے تو وہ صرف محبوب کی یاد ہے۔ یہ یاد اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ اب ہم اپنے محبوب کے وطن جائیں گے اور راستے کی سختیوں اور خطرات کی پرواہ نہیں کریں گے۔اس عزم کو ظاہر کرنے والے الفاظ ملاحظہ ہوں:

ویساں کیچ فرید نہ مُڑساں سُنجْ، بَردا ڈَر وِسریا

شعر کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ اب فرید کیچ جائے گا اور وہاں سے مُڑ کر نہیں آئے گا۔سنسان اور ویران راستے کا کوئی ڈر مجھے روک نہیں سکتا۔اس کی شرح میں مولانا نور احمد خان فریدی کہتے ہیں کہ ''حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سَسّی کی زبان میں اپنے جذبات کا اظہار فرما رہے ہیں کہ میں کیچ یعنی اپنے محبوب کے شہر (مدینہ منورہ) ضرور جاؤں گا۔راستے کے مصائب وآلام مجھے اِس ارادے سے روک نہیں سکتے۔وہاں پہنچ کر واپس آنے کا خیال بھی دِل میں نہیں لاؤں گا۔یعنی بقیہ عمر دَیارِ حبیب میں ہی بسر کروں گا۔''

۱۳۔ نبی اکرم ﷺ کی آمد کی برکات کا شعور:

دیوان فرید کی کافی نمبر ۲۱۸ کے ابتدائی چودہ اشعار میں خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے قوم کی زبان میں 'رانجھن ماہی' یعنی حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کی برکات وفیوض کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔ اس سے پہلے کافی نمبر ۲۱۷ میں بھی آپ کے لیے یہی لفظ استعمال ہوا ہے اور وہاں آپ کی شان لولاک کا تذکرہ ہوا ہے۔اس کافی میں آپ ﷺ کی آمد سے بنی نوع انسان کو ملنے والے فیوض وبرکات اور انسانیت

کونصیب ہونے والی معراج کاشعور پیش کیا گیا ہے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر دُکھوں اور غموں کے خاتمے کا نقشہ اِن الفاظ میں کھینچا ہے:

رانجھڻ ماہی تخت ہزاروں میں کارڻ اِتھ آئے
سوہے ، سیجھ تے سَانوَل سَہجوں سَکدی کُوں گَل لائے
ڈُکھڑے کھا کھا یار لدھوسے ڈُکھڑے تھیُم سَجائے
اتھجے ہِک ہِک ڈُکھ توں سَے سَے سُکھڑے گھول گھمائے
بختیں، بھاگیں، سُہاگیں، سکھڑئیں میں وَل مُنہ وَلائے
راتو رَات نَسوکڑ ڈُکھڑے کالے روہ سِدھائے

اِس کے بعد خوشیوں، فرحتوں، مسرّتوں اور بناؤ سنگار کی کیفیت یوں بیان کی ہے:

سیندھاں مانگھاں سِر چڑھ بولن وَالیں سَو وَل پَائے
گانے، ناز نواز دے گاہنے پائے پا ٹھُمکائے
ہجر فراق نِساہا، تھی ہِک چائے سَہنس لُڑھائے
پا کجلہ، لا سُرخی دِلڑی ڈیکھے تے مُسکائے

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر عالم انسانیت میں جو مثبت اثرات مرتب ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت شاملہ نے عُشاق کے قلوب اذہان میں موسم بہار کی کیفیت پیدا کی اس پر شکرانے کی منظر کشی یوں کی ہے:

مُدتاں پچھے شام سَلونَے جھوک نوں آن سُہائے
سَو سَو حمد تے لکھ شُکرانے مَولیٰ ماڑ وَسائے
سَانول سوہٹاں سانوٹ ، بدرہ ساڈے سانگ مَلہائے
ڈیون وَدھایاں سینگیاں سیّاں رَل وَسدے ہمسائے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت سے اِنسانیت کو بے مثل و بے مثال فیوض و برکات عطا ہوئے۔اُن نعمتوں کا جو شعور اس کافی میں پیش کیا گیا ہے اُسے درج ذیل نکات میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ رانجھن ماہی سے مراد حضور رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام کی ذاتِ پاک ہے۔آپ عالم ارواح

سے اِس دُنیا میں انسانیت کی خاطر تشریف لائے ہیں۔

ب۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے اس دُنیا کو پیدا کیا گیا؛ اسے سجایا گیا؛ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شایان شان حالات تیار ہو گئے تو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

ج۔ اگرچہ انسانیت کی مدد کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے انبیاء ورُسل کی بہت بڑی تعداد کو مبعوث فرمایا تھا لیکن آخر میں جس سطح کا کام تھا اُس کے لیے آپ کی ذات والا صفات ہی مناسب اور موزوں تھی۔ آپ کی ولادت سے پہلے انسانیت بڑے مصائب وآلام سہ رہی تھی۔ شکر ہے کہ اُس کے دُکھ درد بارآور ہوئے اور محنت کام آئی۔ آپ آئے تو بخت، بھاگ اور سہاگ سب آسانیاں لوٹ آئیں۔

د۔ بخت، بھاگ اور سُہاگ کو یک جا دیکھ کر انسانیت کی دُشمن قوتوں کے گھر صفِ ماتم بچھ گئی۔ دُشمن اور مخالفین یہ صورت حال برداشت نہ کر سکے اور تاریک علاقوں کی طرف سدھار گئے۔

ہ۔ انسانیت نے دُلہن کی طرح اپنے سر میں مانگیں نکالیں؛ اپنے حُسن کو دوبالا کیا؛ اپنی زُلفوں میں بھی خوشی سے سینکڑوں بل ڈالے۔ یہ ساری تیاری، یہ سارا سنگار اُس نے محبوب کی آمد کی خوشی میں کیا۔ عروسی دھاگے اور ناز ونزاکت کے گہنے محض پہنے ہی نہیں ہیں بلکہ انہیں ٹھمکایا بھی ہے۔ کیونکہ ہجر وفراق کی حالت ختم ہوگئی ہے۔

و۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت سے پہلے یہ دُنیا بے آب وگیاہ ریگستان کی طرح تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد اُس کے لیے آبِ حیات ثابت ہوئی؛ اُس کے مُردہ جسم میں جان پڑ گئی۔ یہاں ماڑ سے مراد عُشاق کے دل بھی ہو سکتے ہیں جو حُسن ازل کی جستجو میں ویران ہو چکے تھے لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار فرحت آثار نے اُنہیں باغ وبہار بنا دیا ہے اور وہ فرحت ومسرت کا گہوارہ بن گئے۔ مُحبین کو محبوب کے الطاف کریمانہ نصیب ہوئے تو ان کے دل کے موسم ساون اور بھادوں کے مہینوں کی مثل طرح وطرب والے بن گئے۔ آپ کی وجہ سے اُن کی عزت افزائی ہوئی اور تفریحات پُرلطف اور پرسرور بن گئیں۔

ز۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت، شفقت اور عنایات صرف مسلمانوں تک محدود نہیں رہیں بلکہ اس کے اثرات مسلمانوں کے اِردگرد دوسری اقوام تک بھی پہنچے۔

۱۴۔محبوب ﷺ کی پسندیدہ اشیاء کا تذکرہ:

دیوانِ فرید میں حضور نبی اکرم ﷺ کی پسندیدہ اشیاء کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اِن کے بارے میں خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے کوئی نہ کوئی مفید اور سبق آموز بات اپنے قارئین اور مخلصین کے لیے پیش کی ہے۔ مُحب اور محبوب کے درمیان تعلقات کا تقاضا ایسا ہوتا ہے کہ محب محبوب کے سراپا، شان، خصائل وغیرہ کی تعریف کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کی پسندیدہ اشیاء کا بھی تذکرہ کرتا نظر آتا ہے۔ سرائیکی دیوانِ فرید کی کافی نمبر ۲۴ کے ساتویں شعر میں حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے محبوب دو جہاں ﷺ کی پسندیدہ چیزوں کا ذکر کیا ہے اور آپ کے اس انتخاب کو ایک پوشیدہ راز اور مضبوط پہیلی قرار دیا ہے۔ آپ کہتے ہیں:

سِرّ مکتوم مُعمّہ جیّد دُنیا تُوں خود چُنڑیا سیّد

ذوقِ نماز، نساء تے طِیب

یعنی یہ ایک پوشیدہ راز ہے اور پختہ پہیلی ہے کہ اس دُنیا سے حضرت سرکارِ دو عالم ﷺ نے بذاتہ تین چیزیں پسند فرمائیں۔ ذوقِ نماز، عورتیں اور خوشبو۔''

خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے یہ تین مصرے سرکارِ دو عالم ﷺ کے اُس ارشادِ گرامی پر مبنی ہیں جسے متعدد محدثین کے ساتھ ساتھ امام حاکم نے بھی اپنی کتاب المستدرک علی الصحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **حُبِبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ وَ الطِّيبُ، وَ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ** یعنی عورتوں اور خوشبو کے لیے میرے دل میں محبت پیدا کی گئی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی اِن تین محبوب اشیاء کو خواجہ صاحب نے ایک پوشیدہ راز اور مضبوط پہیلی تو قرار دیا ہے لیکن اِس راز سے پردہ نہیں اُٹھایا اور نہ ہی اِس پہیلی کی گرہ کھولی ہے۔ کلام فرید کے شارح مولانا نور احمد فریدی نے اس راز سے پردہ ہٹانے کی کوشش اِن الفاظ میں کی ہے: ''اسلام کی بعثت سے پہلے دُنیا بھر کی عورتوں کی حالت انتہائی قابل رحم ہو رہی تھی۔ ہر ملک میں ان سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک ہوتا تھا۔ برصغیر پاک و ہند میں ہندوؤں میں کثرتِ اِزدواج کا رِواج تھا۔ ایک ایک راجہ کے محل میں ہزاروں رانیاں اور بے شمار داسیاں ہوتی تھیں اور جب راجہ مر جاتا تو ان تمام کو اس کے ساتھ ستی ہونا پڑتا تھا۔ عرب میں عورتوں کی عصمت محفوظ نہ تھی۔ زنا فیشن میں داخل ہو چکا تھا۔ اِس لیے عربوں کی غیرت نے انہیں دُختر کشی پر مجبور کر

دیا تھا۔ یورپ میں عورتوں کی منڈیاں لگتی تھیں اور بھیڑ بکریوں کی طرح فروخت کی جاتی تھیں۔ اس لئے اللہ کریم کو اس کمزور مخلوق پر رحم آیا اور اپنے رسول کے دل میں اس طبقے کی ہمدردی کا جذبہ پیدا کر دیا جس کے سبب عورتوں کا درجہ معاشرے میں بلند ہو گیا۔''

حدیث اور شعر میں مذکور ہے کہ خوشبو اور نماز کو بھی آپ ﷺ کے لیے محبوب بنایا گیا۔ اس پسندیدگی کی وجہ بیان کرتے ہوئے نور احمد فریدی مزید لکھتے ہیں: ''دُوسری چیز خوشبو تھی۔ نوعِ اِنسانی اَبدان کی صفائی سے محروم ہو گئی تھی۔ یورپ میں ناخن ترشوانا اور غسل کرنا جُرم تھا۔ عرب کے عوام بھی ہمہ وقت پسینے سے شرابور نظر آتے تھے۔ اسلام نے پانچ وقتوں کا وُضو اِنسان کے لئے فرض کر دیا۔ اور پھر خوشبو کو حضرت کی سُنت کا شرف حاصل ہوُا جس کے سبب عرب کا متعفن ماحول خوشبو سے مہک اُٹھا۔ تیسری نماز سے حضور کی ہمہ وقتی وابستگی ہے۔ اس کے طفیل اسلامی معاشرہ ہر قسم کی بُرائی سے پاک ہو گیا۔ ان چیزوں کو پسند کرنے میں یہ راز تھا کہ پُوری دُنیا جو گونا گوں مصائب و آلام کے نیچے سِسک رہی تھی ان تین چیزوں کی بدولت سکون واطمینان کا گہوارہ بن گئی۔''

مولانا نور احمد فریدی نے اِس شعر میں مذکور پوشیدہ راز اور پختہ پہیلی کی یہ وضاحت اور تشریح کی ہے یہ بھی دُرست ہے مگر اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے پسندیدہ بنائی جانے والی چیزوں کے راز کا یہ واحد انکشاف ہے۔

مندرجہ بالا بحث کے بعد ہم خاتمۂ بحث کی جانب بڑھتے ہیں۔ اس میں تین اہم امور شامل ہیں یعنی نتائج بحث، نتائج بحث کے نفاذ کی تجاویز اور موضوع پر مزید تحقیق کے گوشے۔ اِن نتائج میں بحث کے شروع میں اُٹھائے گئے دوسرے سوال کا جواب بھی پایا جاتا ہے۔ سوال یہ تھا کہ خواجہ غلام فرید کے شعورِ نبوت ورِسالت کی تفہیم میں ایک مسلمان کے لیے وہ کیا اَسباق ہیں جن سے وہ اپنی اِعتقادی، اَخلاقی اور عملی زندگی کو بہتر بنا کر اِصلاحِ معاشرہ اور باہمی خیر خواہی کے اِقدامات میں مثبت کردار ادا کر سکتا ہے؟ اِس سوال کے جواب کے لیے نتائج میں پیش کیے گئے پندرہ نکات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حُسن و جمال کی رعنائیوں اور لطف وکرم اور نُور کا مظہرِ اَتم ہیں۔ حُسنِ ازل کی برکات کو تمام مخلوقات تک پہنچانے کے لیے آپ ﷺ سے افضل واحسن وسیلہ کوئی نہیں ہے۔ اَحد سے اَحمد بنانے میں رب العالمین کی حمد وشکر اور عشق ومحبت کے فوائد پوشیدہ ہیں۔ آپ کی نورانیت سے اس دُنیا کی انواع واقسام کی تاریکیوں اور ظلمتوں کا خاتمہ ہوا بھی ہے اور ہو بھی

رہا ہے۔

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ غیب الغیب کے دیس سے عالم شہود میں تشریف لائے تا کہ حُسن ازل کے اعلیٰ وارفع مقام تک رسائی پانے اور اُس کے محاسن سے استفادہ کرنے میں اصحابِ عشق ومحبت کی مدد کریں۔ یہ عشق ومحبت انسانی فکر وعمل کے مسائل اور مشکلات کو حل کرنے میں جتنا معاون ومددگار ہیں اتنا کوئی علم، عمل یا فلسفہ مددگار ثابت نہیں ہوا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے حُسن تخلیق، جمالِ فن، کمال قدرت اور ربوبیت تامہ کا اظہار جس جس مخلوق میں ہوتا ہے وہ نورِ حجازی کے پردے اور وسیلے سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

۴۔ حضور نبی کریم ﷺ صاحبِ لولاک کا تاج اپنے سر پر سجائے ہوئے ہیں۔ آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ آپ کی آمد پر اگرچہ بدی کی قوتوں اور شیطانی طاقتوں نے بہت مخالفت کی اور شور مچایا لیکن انہیں اپنے مقاصد میں کامیابی نہ ہوئی ہے نہ ہوگی۔

۵۔ حُسن حقیقی اور نورِ حجازی اپنے محبین اور عُشاق کے احوال ومقامات، درجات ومراتب کے مطابق اپنی شان کے شایان ناز نیاز اور اندازِ محبوبانہ کا معاملہ کر کے اُن کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تا کہ وہ ترقی کے مزید مدارج طے کر سکیں۔

۶۔ سید الانبیاء والمرسلین کے ثابت قدم محبین، عاشقین، مخلصین کو بارگاہ نبوت و رسالت سے خصوصی عطاؤں، عنایات اور کرم نوازیوں کے ظاہری و باطنی، مادی وروحانی تحائف ملنے کا سلسلہ اب بھی جاری وساری ہے۔

۷۔ آپ ﷺ مجسم حُسن ازل ہیں اور ساری کائنات آپ کے ظاہری جمال، خوش خصال، روحانی ہدایات، من موہنی صفات وغیرہ کی وجہ سے آپ کو اپنے دلوں کا کعبہ وقبلہ بنائے ہوئے ہے۔ آپ مسجودِ قلوبِ عُشاق ہیں کیونکہ انہیں قربِ ذات الٰہی کی رہنمائی، ثابت قدمی کی قوت، عرفان کا نور اور معرفت کے بھید آپ کی بارگاہ ہی سے عطا ہوتے ہیں۔

۸۔ آپ ﷺ مقدس ومعصوم اور مختار ہیں؛ ہر طرح کے علوم کے ماہر ہیں؛ اور تمام جہانوں کے اَصحابِ عقل وحکمت و دانش پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کی برکات کو ظاہر کرنے والے ہیں۔

۹۔ آپ تمام رسولوں کے بادشاہ، تمام مقبولان خداوندی کے محبوب اور تمام سلطانوں سے زیادہ طاقت

رکھتے ہیں۔ آپ کی رحمت اور فیض تمام مخلوق تک پہنچتا ہے۔

۱۰۔ آپ ﷺ کے اطوار کریمانہ، اندازِ محبوبانہ، معاملاتِ رحیمانہ سب قرآن کریم کی تعلیمات سے ہم آہنگ اور قرآن کی تفسیر ہیں۔ جن امور کا تذکرہ قرآن مجید میں مجمل اور مختصر انداز میں کیا گیا ہے اُن کی تفصیل، تشریح اور توضیح آپ کے افعال و اعمال میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے مراد خداوندی کو سمجھنے اور اطاعتِ ربانی کے لیے آپ کی سُنت، سیرت اور اخلاق کو اچھے طریقے سے سمجھنا ضروری ہے۔

۱۱۔ آپ ﷺ اپنے عُشاق کی فریادوں کو سُنتے، اُن کی خبر گیری کرتے، اُن کے دُکھ درد کو دُور کرتے اور حکمت کے مطابق اپنے سینے سے لگا کر روحانی فیض بھی عطا کرتے ہیں۔ اِن سب اُمور کی طاقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔

۱۲۔ انسان جب اپنے جذباتِ عشق و محبت سے بے قابو ہو جائے اور آپ ﷺ کے لیے قوم کی زبان میں مروّج عشق و محبت کے اَلفاظ استعمال کرے تو یہ جائز ہے۔

۱۳۔ جب بارگاہ نبوی میں حاضری کی اجازت ملنے میں تاخیر ہو رہی ہو تو ایک مسلمان کو آپ ﷺ کی اُمت کے صُلحاء اور اولیاء کے پاس حاضر ہو کر اُن سے دعائیں لینا، اُن سے نصیحت طلب کرنا اور اُن کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیئے۔

۱۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حُسن ازل کے جمال کو اِس دُنیا میں تقسیم کیا ہے جس کی وجہ سے لاتعداد سختیوں اور مصائب کا خاتمہ ہوا ہے۔ اِس پر مسلمان آپ کے جتنے بھی شکر گزار رہوں، وہ آپ ﷺ کے حقِ کرم نوازی کو ادا نہیں کر سکتے۔

۱۵۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز، خوشبو اور عورتوں سے محبت رکھ کر اُن کی شان میں اضافہ کیا ہے۔ یہ راز عام لوگوں کی فہم سے بالا ہے لیکن آپ کے عشاق جانتے ہیں کہ انسانی معاشرے میں امن و سلامتی اور بھائی چارہ کی فضا کو پروان چڑھانے میں اِن تینوں کے ساتھ سُنت نبوی کے مطابق معاملہ کرنے میں کتنے فوائد سامنے آتے ہیں۔

نتائج بحث کی تنفیذ کے لیے درج ذیل نکات و تجاویز ملاحظہ فرمایئے:

I. حضرت خواجہ غلام فرید کے شعور نبوت و رِسالت سے جو نتائج سامنے آئے ہیں انہیں سکولوں، کالجوں اور جامعات کے ساتھ ساتھ دوسرے تمام تعلیمی و تربیتی اداروں میں عام کیا جائے۔

II. ان نتائج کو اُن تمام حکومتی اداروں کے عملے اور منتظمین تک پہنچایا جائے جو تعلقات عامہ سے

منسلک ہیں تا کہ فرائض کی ادائیگی کے دوران اُمتِ مسلمہ اور مخلوق خداوندی کے معاملات میں اُن کا احساسِ ذمہ داری اور شعورِ جواب دہی بہتر ہو سکے۔

III. پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اِن نتائج کو عام کیا جائے تا کہ عوام الناس کی سوچ و فکر اور شعور و دانش بہتر ہو سکے۔

IV. درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کے اجتماعات میں اِس شعورِ نبوت و رِسالت کو گفتگو کا حصہ بنایا جائے تا کہ فکری نظام کی اصلاح ہو سکے اور کافی نمبر ۱۱۰ کے بند نمبر آٹھ میں خواجہ صاحب کی اس نصیحت پر عمل ہو سکے:

اَئے دِل! سکھ تدریس اِدریسی بُھٹ گھت اے تلبیس اِبلیسی

تھی وارث فاران تے سِین

یعنی اے دل! ابلیس کے مکروفریب کو بھاڑ میں ڈال؛ حقیقت شناسی کے ادریسی اسباق سیکھ لے پھر فاران (تعلیمات نبوی) اور سینا کا وارث بن جا۔

ج۔ موضوع پر مزید تحقیق کے پہلو:

خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی دینی فکر اور اسلامی پیغام پر کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا۔ انسانی نفسیات کو سمجھ کر اور لوگوں کے حالات کو مدِّنظر رکھ کر دینی موضوعات پر گفتگو کرنا ایسی ضرورت ہے جسے دیوانِ فرید کے عمیق اور وسیع مطالعے سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ خواجہ غلام فرید کی انسان دوستی کی فکر اور فلسفہ اخلاق ایسے موضوعات ہیں جن پر تحقیق کی گنجائش موجود ہے۔ فہم قرآن، تفہیم سُنت اور سیرت نبوی سے استفادہ کے لیے خواجہ صاحب کی ہدایات اور تعلیمات بہت مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ محققین کو چاہیئے کہ وہ فریدیات کے اِن گوشوں کو اپنی تحقیق کا موضوع بنائیں اور معاصر معاشرے کے مسائل کو حل کرنے میں شریکِ کار بنیں۔

○○○

حوالہ جات وحواشی

۱۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے حالاتِ زندگی، علمی اور روحانی خدمات کے لیے ملاحظہ ہوں: نور احمد فریدی، خواجہ فرید: حالات زندگی اور کشف وکرامات، جھوک پبلشرز، ملتان، ط۹، ۲۰۱۳ء؛ خواجہ طاہر محمود کوریجہ، خواجہ فرید اور اُن کا خاندان، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، ۲۰۰۶ء اور ڈاکٹر طاہر تونسوی، خواجہ غلام فرید: شخصیت وفن، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء

۲۔ خواجہ غلام فرید کے نظریۂ عشق پر مزید مطالعہ کے لیے ملاحظہ ہو: ''خواجہ غلام فرید دا نظریۂ عشق''، مشمولہ: فریدیات از دلشاد کلانچوی، (بہاولپور: اکادمی سرائیکی ادب، ۲۰۰۸ء)، ص: ۲۹۔۳۶؛ ڈاکٹر مہر عبدالحق کا مقالہ ''خواجہ فرید کا تصورِ عشق''، مشمولہ: عائذہ قریشی، تناظراتِ فرید، (ملتان: سرائیکی ادبی بورڈ، ۲۰۰۰ء)، ص۲۱۔۴۵؛ ڈاکٹر محمد امین کا مضمون ''فرید کا مذہب عشق'' اور جاوید احسن کا مقالہ ''خواجہ فرید کا تصور حُسن وعشق''، مشمولہ: ڈاکٹر طاہر تونسوی (مرتّب)، عکس فرید، (ملتان: سرائیکی ادبی بورڈ، ۲۰۱۳ء)، ص ۲۳۰۔۲۳۸؛ اور ظفر لاشاری، خواجہ فرید دے تعلیمی نظریات، (لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، ۱۹۹۵ء)، 'عشق رسول'، ص: ۶۸۔۷۱

۳۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے علم وفضل کے لیے ملاحظہ ہو: طاہر محمود کوریجہ، خواجہ، دیوان خواجہ فرید بمطابق قلمی نسخہ ہائے قدیم، (لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، ۲۰۰۶ء)، علم وفضل: ص: ۲۷۔۸۰

۴۔ دلشاد کلانچوی کے متعلق مزید جاننے کے لیے ملاحظہ فرمائیں: شوکت مغل، دلشاد کلانچوی: شخصیت اور فن، اکادمی سرائیکی ادب، بہاول پور، ۲۰۰۴ء

۵۔ دلشاد کلانچوی، فریدیات ، (بہاولپور: اکادمی سرائیکی ادب، ۲۰۰۸ء)، ص: ۳۵

۶۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے سرائیکی دیوان فرید کی تالیف، تحقیق، ترجمہ اور شرح پر کئی اصحاب قلم وقرطاس کی کاوشیں سامنے آئی ہیں۔ اُن میں مولوی عزیز الرحمن، مولانا نور احمد خان فریدی، ڈاکٹر مہر عبدالحق، مولوی حفیظ الرحمن، جاوید حسان چانڈیو، طاہر محمود کوریجہ اور مجاہد جتوئی کے نام نمایاں ہیں۔ آخر الذکر دو محققین کا کام سابقہ لوگوں سے کئی گنا زیادہ مفید ہے۔ اِس مقالہ کی تیاری کے لیے زیادہ ترانہی کو پیشِ نظر رکھا گیا۔ دیوان فرید کی جمع وتدوین، تصحیح، ترجمہ وتشریح جیسے موضوعات پر مزید جاننے کے لیے ملاحظہ ہو: مجاہد جتوئی، اطوار فرید،

جھوک پبلشرز، ملتان، ۲۰۰۳ء

۷۔ اس سلسلے میں دلچسپی رکھنے والے قارئین ملاحظہ فرمائیں: اقبال ملک، کرنل، (مرتب)، خواجہ فرید کا اُردو دیوان، جھوک پبلشرز، ملتان، ط ۲۰۱۳ء؛ واصفہ جبین، تدوین کلامِ فرید اُردو، سرائیکی ادبی بورڈ، ملتان، ۲۰۰۹ء

۸۔ موضوع سے متعلق سابقہ کام کو جاننے کے لیے اِن تین اہم کتابیات کو عرق ریزی کے ساتھ دیکھا گیا: ڈاکٹر طاہر تونسوی (مرتب)، سرائیکی کتابیات (آغاز تا ۱۹۹۳ء)، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۴ء)، 'فریدیات'، ص ۵۴۔۵۶؛ ڈاکٹر طاہر تونسوی، مطالعہ فرید کے دس سال، (لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، ۲۰۰۳ء)، ص ۱۷۔ ۸۳؛ حمید الفت ملغانی، کتابیات سرائیکی ادب (۲۰۰۵ تئیں)، (ملتان: سرائیکی ادبی بورڈ، ۲۰۱۳ء)، 'فریدیات'، ص ۲۷۳۔ ۲۷۴ مگر اِن میں کوئی ایسی کتاب، مقالہ یا مضمون نظر نہیں آیا جس کے عنوان کی عبارت میں سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کے بارے میں خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے نظریات وارشادات کا سُراغ مل سکے۔ اسی سلسلے میں سرائیکی زبان وادب کے معروف محققین جناب پروفیسر شوکت مغل سے ملتان اور ڈاکٹر جاوید چانڈیو سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں ملاقات کی۔ ڈاکٹر جاوید چانڈیو صاحب سے ملاقات کے وقت شعبہ تاریخ کے چیئرمین ڈاکٹر شاہد حسن رضوی بھی ملے جن کے والد صاحب نے فریدیات پر کام کیا ہے لیکن موضوع سے متعلق کسی کام کا سُراغ نہ ملا۔

۹۔ دیکھیے: خواجہ طاہر محمود کوریجہ، خواجہ فرید اور اُن کا خاندان، حوالہ مذکور، ص: ۳۱۹۔ ۳۲۶

۱۰۔ ملاحظہ ہو: محمد سعید احمد شیخ، جہان فرید: حضرت خواجہ غلام فرید کی فکر کے مختلف زاویے علمی تناظر میں، (ملتان: جھوک پبلشرز، ط ۲، ۲۰۱۰ء)، ص ۱۷۵۔ ۱۹۳؛ اور محمد سعید احمد شیخ ''مُرشدِ من: حضرت خواجہ غلام فرید کی حیات مبارکہ پر لکھے گئے تحقیقی مضامین، (ملتان: جھوک پبلشرز، ۲۰۱۱ء)، ص: ۶۱۔ ۷۹

۱۱۔ کتاب ''مقابیس المجالس'' حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے مکمل ومستند ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اسے مولانا رُکن الدین نے فارسی زبان میں جمع وترتیب دیا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی نے کیا۔ ہمارے سامنے الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور کا ۲۰۱۱ء میں شائع کردہ نسخہ ہے۔

۱۲۔ ملاحظہ ہو: محمد امین، ڈاکٹر، خواجہ فرید فکر وفن، (ملتان: سرائیکی ادبی بورڈ، ۲۰۰۱ء)، ص: ۲۴۔ ۳۱

۱۳۔ وارث سرہندی (مؤلف)، قاموس مترادفات، (لاہور: اردو سائنس بورڈ، ط ۲، ۲۰۰۱ء)، ص: ۷۵۸

۱۴۔ اس مقالے میں لفظ نبی کے معانی اور مفاہیم یا حقیقتِ نبوت ورِسالت پر بحث کرنا مقصود نہیں ہے۔ اس سلسلے میں کئی مصادر ومراجع موجود ہیں۔ مثلاً شاہ سید محمد ذوقی، سرِ دلبراں، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص: ۲۷۳۔ ۲۷۶ اور سید احمد سعید کاظمی، مقالاتِ کاظمی، (ملتان: کاظمی پبلی کیشنز، ط ۴،

۲۰۰۷ء)، ''لفظ نبی کی تحقیق''، ۳/۱۷۔۴۷

۱۵۔ محمد عزیز الرحمن، دبیر الملک، دیوان فرید، (جھوک پبلشرز، ملتان، ۲۰۱۰ء)، ص: ۹۷۔۱۰۱ اور نور احمد خان فریدی (مترجم و شارح)، دیوان فرید، (ملتان: قصر الادب، ۱۹۸۳ء)، ۱/۳۴۰۔۳۴۶؛ مزید برآں دیکھئے: مہر عبدالحق، ڈاکٹر، پیام فرید: خواجہ غلام فرید کی موضوع وار کافیاں، (ملتان: بیکن بکس، ۲۰۰۶ء)، ص: ۵۳۳۔۵۳۴

۱۶۔ آل عمران: ۳۱

۱۷۔ البقرۃ: ۱۶۵

۱۸۔ نور احمد خان فریدی، دیوان فرید، حوالہ مذکور، ۲/۱۳۰۔۱۳۱

۱۹۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، (ت: محمد فواد عبدالباقی)، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۴/۱۷۶۲

۲۰۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، (ت: محمد زہیر بن ناصر)، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث: ۳۱۱۷، ۴/۸۵

۲۱۔ نور احمد خان فریدی، دیوان فرید، حوالہ مذکور، ۲/۶۷۱۔۶۷۲

۲۲۔ المعجم الأوسط، (ت: طارق بن عوض اللہ، عبدالمحسن حسینی)، دار الحرمین، القاہرہ، حدیث نمبر، ٤٦٦٨، ٥/٦٠

۲۳۔ المائدہ: ۱۵

۲۴۔ الزحیلي، وھبہ بن مصطفی، التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنھج، (دمشق: دار الفکر المعاصر، ۱۴۱۸ھ)، ۶/۱۳۲

۲۵۔ ملاحظہ ہو: الأنعام: ۱۶۰؛ النمل: ۸۹، النور: ۳۷۔۳۸ اور القصص: ۸۴

۲۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (ت: محمد زہیر)، دار طوق النجاۃ، ط ۱۴۲۲ھ، ۸/۱۰۵

۲۷۔ شعر نمبر چھ یعنی ''اَحد تے احمد فرق نہ کوئی۔ واحد ذات، صفات نئیں'' کو ڈاکٹر مہر عبدالحق نے اپنے ''پیام فرید'' کافی نمبر ۹۹، ص ۴۱۲۔۴۱۴ میں شامل نہیں کیا۔ مجاہد جتوئی جو اس طرح کے اختلافی اُمور کی نشاندہی کرتے ہیں نے بھی اس سلسلے میں اپنے دیوان فرید بالتحقیق، ص ۲۸۰ پر مہر عبدالحق کے پیام فرید پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

۲۸۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث: ۱۴، ۱/۱۲

۲۹۔ دیکھیے: محمد عزیز الرحمن، دیوان فرید، حوالہ مذکور، ص: ۳۳۷، مولانا نور احمد فریدی نے اس شعر کے تحت اپنے انداز میں حقیقتِ محمدی پر دلچسپ اور مفصل گفتگو کی ہے۔ ملاحظہ ہو: نور احمد خان فریدی، دیوان فرید، حوالہ

مذکور، ۱/ ۱۰۷۔ ۴۰۷

۳۰۔ دِیوان فرید بالتحقیق (تحقیق: مجاہد جتوئی)، (لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)، ص: ۳۷

۳۱۔ نوراحمد خان فریدی، دیوان فرید، حوالہ مذکور، ۱/ ۱۶۶

۳۲۔ ایضاً، ۲/ ۵۲۰

۳۳۔ ایضاً، ۱/ ۶۳۰

۳۴۔ محمد عزیز الرحمن، دیوان فرید، حوالہ مذکور، ص: ۲۰۰۔ ۲۰۱، مولانا نوراحمد خان فریدی نے بھی معمولی تبدیلی کے ساتھ اسی شرح کو پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: نوراحمد خان فریدی، دیوان فرید، حوالہ مذکور، ۱/ ۴۹۳

۳۵۔ مجاہد جتوئی، دیوان فرید بالتحقیق، حوالہ مذکور، ص: ۳۲۱

۳۶۔ اس قسم کے پچاسی الفاظ کی فہرست کے لیے ملاحظہ ہو: سعیدی، محمد اعظم، خواجہ غلام فرید: سائنسی پرکھ پرچول، (کراچی: سرائیکی ادبی سنگت پاکستان، ۲۰۰۸ء)، ص: ۱۳۶

۳۷۔ نوراحمد خان فریدی، دیوان فرید، حوالہ مذکور، کافی نمبر ۱۷، شعر نمبر ۱، ۱/ ۲۲۴

۳۸۔ ایضاً، ۲/ ۲۲۰

۳۹۔ ایضاً

۴۰۔ محمد عزیز الرحمن، دیوان فرید، حوالہ مذکور، ص: ۱۰۹

۴۱۔ محمد عزیز الرحمن اور مولانا نوراحمد فریدی دونوں نے کافی نمبر ۶۱ کے شعر نمبر ۸ میں وارد مُلکِ ملہیر سے مراد بہشت لی ہے۔ دیکھیے: محمد عزیز الرحمن، دیوان فرید، ص: ۲۱۱، نوراحمد خان فریدی، دیوان فرید، ۱/ ۵۱۱

۴۲۔ محمد عزیز الرحمن، دیوان فرید، حوالہ مذکور، ص: ۱۰۹، نوراحمد خان فریدی، دیوان فرید، حوالہ مذکور، کافی نمبر ۳۳، شعر نمبر ۳، ۱/ ۳۶۱

۴۳۔ نوراحمد خان فریدی، دیوان فرید، حوالہ مذکور، کافی نمبر ۱۳، شعر نمبر ۸، ۱/ ۲۰۹۔ ۲۱۰

۴۴۔ اس کافی کے موضوعات کی کچھ مختلف تفہیم کے لیے مولانا نوراحمد فریدی کی شرح سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

۴۵۔ المستدرک علی الصحیحین للحاکم، حدیث نمبر ۲۶۷۶، ۲/ ۱۷۴

۴۶۔ اس راز کو سمجھنے کے لیے سورۃ النساء کی آیات ۱۹ تا ۲۶ بھی کافی مدد کرتی ہیں۔

۴۷۔ نوراحمد خان فریدی، دیوان فرید، حوالہ مذکور، ۱/ ۳۱۴۔ ۳۱۵

۴۸۔ ایضاً، ص: ۳۱۵

○○○